Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 36, Sr.No.98, 2015, pp 53 - 60

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۶، جنوری۔ مارچ ۲۰۱۵ء، شمارہ ۹۸

آپ بیتی کا فن ـــــ ایک جائزہ

ڈاکٹر ثمن زاہد ☆

Abstract:

Modern literature has so many dimensions and autobiography is one of the most important sources of information about any personality, literary figure and even celebrities of different fields. In recent times so many autobiographies have been published which provide first hand information. Some of these autobiographies have literary significance as well. In this article the art of autobiography writing has been discussed.

Key words: Modern literature, Pakistani literature, Autobiography, Analysis.

حدیث قدسی ہے کہ

''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پھر میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے کائنات کو پیدا کر دیا۔''

کائنات کا خلاصہ یقیناً انسان کی ذات ہے۔ اور انسان کی ذات میں تجسس اور خود نمائی فطرتاً موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جزو میں کُل کی خوبیاں ہونا لازم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جب یہ چاہا کہ اب وہ چھپا ہوا خزانہ نہ رہے بلکہ پہچانا جائے تو اس نے اپنی ذات کا انکشاف کرنے کے لئے کائنات اور انسان کی تخلیق کی۔ گویا اپنی ذات کو آشکار کرنے اور خود کی پہچان کروانے کی جو صفت کُل

☆ لیکچرر اُردو، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، کوٹ خواجہ سعید، لاہور

(خالق) میں ہے۔ وہی صفت جُزو (مخلوق) میں درآنی یقیناً فطری بات ہے۔ اسی لئے انسان اوّل روز سے کسی نہ کسی طرح کائنات کے پوشیدہ رازوں کو عیاں کرنے کے ساتھ اپنی ذات کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرنے کی سعی بھی کرتا چلا آرہا ہے۔

اردو ادب میں موجود صنف ''آپ بیتی'' انسان کے اسی امر کی تسکین کے لئے ایجاد کی گئی۔ اس میں مصنف اپنی زندگی کے احوال و واقعات کا بیان خود اپنے قلم سے کرتا ہے۔ انگریزی زبان میں اس کے لئے Autobiography کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

لغوی طور پر اس لفظ کے مفاہیم کے تعین کو دیکھا جائے تو

''رافع اللغات'' میں آپ بیتی کے معنی کچھ اس طرح سے بیان ہوئے ہیں:

''اپنے مشاہداتِ زندگی، ذاتی سرگزشت، اپنی کہانی''(۱)

''اردو لغت تاریخی اصول پر'' میں یوں تعریف کی گئی ہے۔

''اپنی واردات یا مشاہداتِ زندگی''(۲)

قومی انگریزی اُردو لغت میں لکھا گیا ہے کہ

''اپنی سوانح حیات جسے خود ہی لکھا گیا ہو۔''(۳)

فرہنگِ آصفیہ میں آپ بیتی کے معانی بیان کرتے ہوئے سید احمد دہلوی نے لکھا ہے کہ

''سرگزشتِ خود، اپنی واردات، اپنے اوپر گزری ہوئی، اپنا ماجرا، اپنی سرگزشت، اپنی رام کہانی: جسے آپ بیتی کہوں کہ جگ بیتی۔''(۴)

"The Oxfor English Dictionary" میں Autobiography کے لغوی مفہوم کو ان الفاظ میں Define کیا گیا ہے۔

"The writing of one's own history, the story of one's life written by himself."(5)

آپ بیتی کے فن کے حوالے سے اگرچہ زیادہ کتب یا مواد نہیں ملتا۔ تاہم مختلف ناقدین اور اہل علم نے اس حوالے سے آرا پیش کی ہیں اور بحث کے ذریعے اس فن کی تعریف متعین کی ہے۔ مثلاً

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی نے ''کشاف تنقیدی اصطلاحات'' میں لکھا ہے کہ

''آپ بیتی سے مراد ہے وہ تصنیف جس میں مصنف نے اپنے حالاتِ زندگی خود قلمبند کیے ہوں۔'' (۶)

ڈاکٹر انور سدید کے نزدیک:

''آپ بیتی زندگی کے گزرے ہوئے لمحوں کی ریت کو سمیٹنے کا عمل ہے اور اس میں چاشنی اس لیے زیادہ ہے کہ اس پر لکھنے والے کی مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے۔'' (۷)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اپنی کتاب ''اصنافِ ادب'' میں رقمطراز ہیں کہ:

''اپنی زندگی کے احوال و واقعات کا بیان ''آپ بیتی'' کہلاتا ہے اسے خود نوشت (Autobiography) بھی کہہ سکتے ہیں۔ آپ بیتی محض احوال و واقعات کا مجموعہ نہیں ہوتی بلکہ اکثر اوقات لکھنے والے کی داخلی کیفیتوں، دلی احساس، شخصی اور عملی تجربوں، زندگی کے جذباتی پہلوؤں اور بحیثیت مجموعی زندگی کے بارے میں اس کے نقطہ نظر کی ترجمانی کرتی ہے۔'' (۸)

بقول یوسف جمال انصاری:

''یہ انسانی خاصہ ہے کہ وہ اپنی ذات کا کوئی نقش دنیا میں چھوڑ جانا چاہتا ہے۔ آپ بیتی بھی اپنی ذات کا کوئی نقش دنیا میں چھوڑ جانا ہے۔'' (۹)

گویا لغوی اور اصطلاحی ہر دو حوالوں سے دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ بیتی اصل میں لکھنے والے کی کہانی خود کی زبانی ہوتی ہے۔ معنوی اعتبار سے اردو ادب میں آپ بیتی کے لئے خود نوشت سوانح عمری کی اصطلاح بھی مستعمل ہے۔ ڈاکٹر صبیحہ انور اپنی کتاب ''اُردو میں خود نوشت سوانح حیات'' میں لکھتی ہیں کہ:

''خود نوشت سوانح حیات سے مراد کسی شخص کی اپنی زندگی سے متعلق خود لکھے ہوئے حالات ہوتے ہیں۔ خود نوشت سوانح حیات سے مصور اپنی تصویر خود

بناتا ہے۔"(۱۰)

کوئی شخص جب اپنی زندگی کے گزرے ہوئے ماہ وسال کی سرگزشت لکھتا ہے تو محض اپنے ہی حالات و واقعات کو قلمبند نہیں کرتا بلکہ بین السطور اپنے اردگرد بسنے والے رشتے اور معاشرتی زندگی کے تمام نقوش کا عکس بھی دکھاتا ہے۔

دیکھا جائے تو آپ بیتی کا فن اگرچہ کسی انسانی زندگی سے متعلق علم تو پیش کرتا ہے مگر ساتھ ساتھ اس دور کے رسوم ورواج، تہذیب وتمدن اخلاقی اور مذہبی اقدار اور سیاسیات وغیرہ پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات آپ بیتی نگار اپنی داخلی کیفیات کے ساتھ ساتھ خارجی کیفیات کو بھی بھرپور طریقے سے بیان کرتا ہے۔ آپ بیتی کا فن کوئی سہل فن نہیں بلکہ بہت سی اصناف سے زیادہ مشکل اور محنت طلب ہے۔

آپ بیتی کو نثر اور نظم دونوں صورتوں میں لکھا جا سکتا ہے تاہم اہل قلم نے نثر کی صورت میں لکھنے کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ دیگر اصنافِ نثر کی طرح آپ بیتی کے لئے بھی ایک مخصوص اسلوب ہے۔ جس کو اپنانا آپ بیتی نگار کے لیے ضروری ہے۔ اس کا انداز عام فہم، سادہ مگر رواں اور دلچسپ ہونا چاہئے تاکہ قاری کو پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ مصنف آپ بیتی کو جتنا سلیس انداز میں لکھے گا قاری کے لئے اتنا ہی وہ دلچسپ ہوگی نہ کہ وہ محض اسے لفظوں کا کھیل سمجھ کر اکتاہٹ کا شکار ہو جائے۔ آپ بیتی نگار کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بیان اور موضوع پر گرفت مضبوط رکھے اور عمدہ اسلوب اپنائے تاہم ہر مصنف کا اپنا اسلوب یا انداز تحریر ہوتا ہے جو اسے دوسرے مصنف سے منفرد کرتا ہے۔ گویا بہتر اور معیاری اسلوب اختیار کرنا آپ بیتی کے لئے بنیادی شرط ہے۔ اس فن کے لئے ایک لازمی شرط جسے تقریباً ہر ناقد نے مانا ہے وہ ہے سچائی۔ اس وصف کو پورا کرنا اور آپ بیتی کے دوران اس کو مکمل طور پر ملحوظ خاطر رکھنا بظاہر نہایت مشکل امر ہے مگر مصنف کیلئے اتنا ہی ضروری اور اہم بھی ہے کیونکہ اپنی زندگی کے اہم اور خوبصورت گوشوں کو تو ہر کوئی منظرِ عام پر لا کر خود کو نمایاں کرنا چاہتا ہے مگر وہ رنگ جو اس کی شخصیت کو کمزور کرتے ہیں ان کا ذکر کرنا بہت کٹھن ہوتا ہے اسی لیے آپ بیتی کے فن کو زیرِ قلم لانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر تحسین فراقی اپنی کتاب "عبدالماجد دریابادی۔ احوال وآثار" میں رقمطراز ہیں کہ:

''حقیقت نگاری بڑا مشکل کام ہے بالخصوص جب انسان اپنی کہانی خود لکھنے بیٹھے۔''(۱۲)

خود اپنی ذات سے محبت انسانی فطرت کا خاصہ ہے اور آپ بیتی میں تو مصنف کی اپنی ذات ہی محور و مرکز ہوتی ہے اور اسے اس کے گرد ہی اس کا تانا بانا بُننا ہوتا ہے۔اسی لئے وہ اپنی زندگی کے واقعات کو اپنے نقطہ نظر کے مطابق پیش کرتا ہے۔ یہ انسانی نفسیات ہے کہ وہ کبھی بھی نہیں چاہتا کہ اپنی خامیوں پر سے پردہ اٹھائے لہٰذا وہ مبالغے یا پردہ پوشی سے کام بھی لیتا ہے۔

ڈاکٹر سید عبداللہ نے اپنے مضمون ''اُردو میں آپ بیتی'' میں اس حوالے سے لکھا ہے کہ:

''آپ بیتی میں اپنی محبت اور دوسروں کا خوف ہر وقت دامن گیر ہوتا ہے۔ وہ نہ اپنے گناہوں کی صحیح فہرست پیش کرسکتا ہے نہ اپنا صحیح جج بن سکتا ہے۔''(۱۳)

اگرچہ آپ بیتی میں مصنف جھوٹ کا بھی سہارا لیتا ہے خواہ وہ مصلحتاً ہو یا جان بوجھ کر، اسے آپ بیتی کا ایک نقص ہی کہنا اور ماننا چاہئے کیونکہ اس صنف کا مقصد ہی مصنف کے اصل حالاتِ زندگی کا احاطہ کرنا ہے تا کہ وہ اپنے حالات و حوادث سے دوسروں کو آگاہ کرے۔ اگر اس میں ''صاف گوئی اور انکشافِ ذات'' کی صفات نہ پائی جائیں بلکہ صرف اپنی ذات کو مثالی بنانے کا عنصر نمایاں ہو تو یہ آپ بیتی محض افسانے کی شکل بن کر رہ جاتی ہے اور اپنا اصل مقصد کھو دیتی ہے۔اس پہلو سے گریز مصنف کے لئے لازم ہے بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ سچائی اس صنف کا غرور ہے اور صنف کے غرور کو برقرار رکھنے میں بعض اوقات اپنی ذات کے غرور کو توڑنا پڑتا ہے۔تبھی ایک پر اثر آپ بیتی منظرِ عام پر آسکتی ہے۔ ورنہ اس کے بغیر محض وقت کا ضیاع ہے۔

اس صنف میں سچائی کی ضرورت و اہمیت پر بحث کرتے ہوئے الطاف فاطمہ کا کہنا ہے کہ:

''آپ بیتی اس وقت دل کش اور حسین ہوتی ہے جب انسان سچائی اور دیانت داری سے پیش کرے ورنہ سادہ سپاٹ زندگی کو تصنع کا خول چڑھا کر پیش کرنا فضول ہی ہوتا ہے۔''(۱۴)

درج بالا ان تقاضوں کو مدنظر رکھنا اگرچہ مصنف کے لئے بہتر ہے تاہم ضروری نہیں کہ ہر آپ بیتی میں یہ عناصر بدرجۂ اتم موجود ہوں کیونکہ آپ بیتی نگار اپنی مرضی سے کچھ پہلو یا واقعات نمایاں طور پر بیان کرتا ہے اور کچھ اس کے نزدیک اتنے اہم نہیں ہوتے۔اسی طرح آپ بیتی لکھنے

کے مقاصد بھی مختلف ہوسکتے ہیں۔ جن کی بنا پر سچائی اور سادگی کا عنصر کم یا زیادہ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ البتہ اس کے باوجود بیشتر اہل قلم اس بات پر زور دیتے نظر آتے ہیں کہ اس فن کو شفاف اور دروغ گوئی سے پاک رہنا چاہئے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کی رائے دیکھیں تو ان کے مطابق:

''سب سے اچھی آپ بیتی وہ ہوتی ہے جو کسی بڑے دعوے کے بغیر بے تکلف اور سادہ احوالِ زندگی پر مشتمل ہو۔''(۱۵)

اُردو ادب میں چند اصناف ایسی بھی ہیں جو آپ بیتی سے کسی نہ کسی طرح خاصی قربت رکھتی ہیں۔ مثلاً روزنامچہ، خطوط، ڈائری، تذکرے، سوانح عمری وغیرہ اپنی خصوصیات کی بنا پر آپ بیتی سے ملتی جلتی اصناف سمجھی جاتی ہیں کیونکہ ان میں بھی کسی شخصیت سے متعلق بہت سا سوانحی مواد مل جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے عہد سے متعلق مستند معلومات بھی فراہم ہو جاتی ہیں۔

ہمارے ہاں زیادہ تر آپ بیتیاں ادب سے تعلق رکھنے والے مشاہیر نے ہی لکھی ہیں دیگر افرادِ معاشرہ نے ماضی میں اس جانب خاص توجہ نہیں کی شاید اس کی وجہ خود نمائی اور خود ستائشی کا وہ پہلو بھی ہوسکتا ہے جو آپ بیتی میں نکلتا ہے مگر خوش آئند بات یہ ہے کہ دورِ حاضر میں اس کی طرف توجہ دی جانے لگی ہے اور بہت سی اعلیٰ پائے کی آپ بیتیاں ادب کا حصہ بنی ہیں۔ جن میں چند اہم محمد جعفر تھانیسری کی ''کالا پانی''، مولانا ابوالکلام آزاد کی ''تذکرہ'' خواجہ حسن نظامی کی ''آپ بیتی'' کرنل محمد خان کی ''بجنگِ آمد'' جوش ملیح آبادی کی ''یادوں کی برات'' قدرت اللہ شہاب کی ''شہاب نامہ'' مشتاق احمد یوسفی کی ''زرگزشت'' ممتاز مفتی کی ''علی پور کا ایلی'' قرۃ العین حیدر کی ''کارِ جہاں دراز ہے'' عبدالماجد دریابادی کی ''آپ بیتی'' وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی مختصر اور طویل آپ بیتیاں اردو ادب کا حصہ بن چکی ہیں۔ جن کو پڑھ کر اس صنف کی اہمیت اور مقام کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ امید واثق ہے کہ مستقبل میں اس فن کی جانب اہل قلم کی توجہ مبذول رہے گی تاکہ آنے والی نسلوں تک اپنے آباؤ اجداد کی زندگیوں کے سچے حالات بآسانی پہنچ سکیں اور ماضی کی نشیب و فراز سے آگاہ ہوکر اپنے مستقبل کے لئے بہترین کی راہیں چُن سکیں۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ ''رافع اللغات''، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، لاہور: الفیصل کتب، ۲۰۰۵ء ص ۱۴

۲۔ ''اُردو لغت تاریخی اصول پر''، کراچی: ترقی اُردو بورڈ، ۱۹۷۹ء، جلد دوم، ص ۲۸

۳۔ ''قومی انگریزی اُردو لغت''، ڈاکٹر جمیل جالبی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع چہارم، ۱۹۹۹ء، ص ۱۲۹

۴۔ ''فرہنگِ آصفیہ''، جلد اوّل، سید احمد دہلوی، لاہور: مکتبہ حسن سہیل لمٹیڈ، ۱۹۷۴ء، ص ۹۵

5- "The Oxford English Dictionary": Oxford: The Clarendow Press, 1933, Vol: 1, Pg.573

۶۔ ''کشاف تنقیدی اصطلاحات''، ابوالاعجاز صدیقی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء، ص ۱

۷۔ ''نئے جائزے (۱۹۷۸۔۱۹۸۸)، ڈاکٹر انور سدید، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، بار اوّل، ۱۹۸۹ء، ص ۱۴۷

۸۔ ''اصنافِ ادب''، رفیع الدین ہاشمی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص ۱۶۶

۹۔ ''آپ بیتی اور اس کی مختلف صورتیں'' (مضمون) یوسف جمال انصاری، مشمولہ، (نقوش)، آپ بیتی نمبر جون ۱۹۶۴ء ص ۸۰

۱۰۔ ''اُردو میں خودنوشت سوانح حیات''، ڈاکٹر صبیحہ انور، لکھنؤ: نامی پریس، اگست ۱۹۸۲ء، ص ۱۸

۱۱۔ ''پسِ نوشت پس پسِ نوشت'' پروفیسر پرویز پردازی، لاہور: نیاز مانہ پبلیکیشنز، س ن، ص ۲۰

۱۲۔ ''عبد الماجد دریا بادی، احوال و آثار''، ڈاکٹر تحسین فراقی، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۳ء، ص ۴۱۵

۱۳۔ ''اُردو میں آپ بیتی، (مضمون)'' ڈاکٹر سید عبد اللہ، (مشمولہ) اُردو نثر کا فنی ارتقاء، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص ۳۵۱

۱۴۔ ''اُردو میں فنِ سوانح نگاری کا ارتقاء''، الطاف فاطمہ، کراچی: اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۱ء، ص ۳۰۴

۱۵۔ (بحوالہ) ''اصنافِ ادب''، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ص ۱۶۶

❁......❁......❁